منشورِ محمدیؐ

منشورِ رسولان ہمہ محتاج بخاتم ۔ با خاتم دہر آمدہ منشورِ محمدؐ ؛ توریت بالتوریہ انجیل تجیل ۔ گویان صفت دسیر تبرز محمدؐ

منشورِ محمدی کا فرمان		جاری رہی تا بحکم دوران		شائع رہی با ہزار تزئین		آمین آمین الہی آمین	

نمبر ۱۷ | مطبوعہ ۵ ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۳۰۲ ہجری | جلد ۱۴

مثنوی

چکیدۂ قلم صداقت رقم جناب منشی سید عبدالحی صاحب سبزواری دام مجدکم

ہی پاک ہر ایک عیب سے تو — ہیجانک لاشریک یا ہو
تجھ کو نہین زن ہے اور نہ فرزند — ما باپ نہین تجھے خداوند
عابد ہین تمام تو ہی معبود — ساجد ہین تمام تو ہی مسجود
تسبیح مین تیری ہی ہر اک شی — ہر دل مین تری جگہ نہان ہے
احسان ترا ہی کیا فراوان — منت کو ترے نہین ہے پایان
اللہ رحمان رحیم تو ہے — حادث ہے سب اور قدیم تو ہے
جب مہر کی تیری اک نظر ہو — نار نمرود سرد تر ہو
تنہا ری پہ اپنے جب تو آوے — پانی سے اگ مین لگا دے
تیری رحمت جو جوش پر آئے — ابر رحمت خروش پر آئے
جب فضل ہوا جہانپہ تیرا — محبوب کو اپنے تو نے بھیجا
وہ کون ہے باعث دو عالم — سردار رہبان شفیع اکرم
سرچشمۂ رحمت الٰہی — خورشید چہرۂ نہانی
محبوب خدا خدا کی رحمت — زینت دہ مسند نبوت
مقبول جناب رب داور — بے سایہ تنا جسکا جسم اطہر

سرد فتر انبیا محمدؐ
اللہ کا ہو سلام اوسپر
بعد اس کے اے ناظرین منشور
سنئے کہ یہ دین کا ہے پرچا
منشورِ محمدی یہی ہے
بیدینون کو اس سے ہے ہدایت
اسپر گذرا ہی تیر ہوا ن مہال
رکھتا ہے یہ رخ نگارین
صورت پر اس کے یہ جوانی
ہر ایک ورق ہی کا غذ زر
ہر سطر مین اس کے نور دین ہے
حرفون مین بہری ہے کب سیاہی
ایسا اخبار صدق آثار
چمکاتا ہے یہ جمال اپنا
ہے پانچ روپیہ قیمت سال
امید ہے صاحبان ہمت

سردار اصفیا محمدؐ
اس کے اصحاب پر مقدر
اے پاک دلان بذل معمور
دین حق کا ہے اس سے چرچا
توقیع سرمدی یہی ہے
دیندار دن کو ہی فرد ملت
ہر چند ہوا زوال اسکو فی الحال
شرمندہ ہی جس سے ماہ پرتو
دیتی ہے لطف زندگانی
کیا کاغذ زر کہ ماہ انور
جو نقطہ ہی نکتہ یقین ہے
ہے چشم پری کی روشنائی
ہے تم سے پشوع کا طلبگار
ہر عشر سے مین کمال اپنا
کیا چیز ہے اسکے روبرو مال
قیمت دیوین گے حسب طاقت

بنی آدم کے لئے ایک موت اور ابن اللہ کے لئے دو موتین

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار منشور محمدی السلام علیکم

خدمت عالیہ مین عرض پرداز ہون کہ مضمون ہذا ارسال ہے براہ مہربانی اپنے اخبار گہربار کے کسی گوشہ مین درج فرماکر بندہ کو ممنون و مشکور فرماوین عنایت ہوگی سب دانا لوگ جانتے ہین کہ جو شی پیدا ہوی ہے سو نا پید ہوگی اور جو شی جسم ہے سو فوت جائیگی اور یہ بات صرف بذریعہ عقل ہی معلوم نہین ہوتی بلکہ ہر جسم دار اور مشکل شی فوت جانے پر کلام الٰہی سے بھی جابجا گواہی ملتی ہے بھلا جس امر پر دو گواہ کامل گواہی دینے یعنے عقل اور الہام الٰہی اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت درکار ہے چنانچہ اللہ تعالی اپنے کلام پاک یعنے قرآن شریف مین سورۂ قصص کے آخر مین فرماتا ہے۔ کل شئی ہالک الا وجہہ۔ یعنے ہر شی ہلاک ہونیوالی ہے سوائے ذات پروردگار کے

کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام سورۂ رحمان رکوع اول۔ یعنے تمام شی فنا ہونیوالی ہے سوائے تیرے رب بزرگی اور تعظیم والے کے پھر اللہ تعالی سورۂ انبیا رکوع ۷ مین یون فرماتا ہے کہ یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین یعنے جس دن ہم لپیٹ لین آسمان کو جیسے لپیٹتے ہین طومار کاغذ جیسا شروع سے بنایا پہلے بار پھر اوس کو ویسا ہی بنا دین گے وعدہ ضرور ہوچکا ہے ہمپر ہمکو کرنا۔ دیکھئے اسی آیات شریفہ سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ سوائے ذات احدیت کے تمام چیزین جو حادث ہین کل فنا پذیر ہین اور موافق آیات شریفہ مذکورہ بالا حضرت یسعیاہ علیہ السلام بموجب الہام الٰہی اپنی کتاب کے ۳۴ باب کی ۴ آیت مین یون ارشاد فرماتے ہین کہ آسمان کاغذ کے طاق کے مانند لپیٹے جائین گے۔ بلکہ ان کا سارا جتھا بو سے جھڑ جائیگا جیسے تاک سے پتے انتہی۔ پھر حضرت پطرس حواری اپنے دوسرے خط کے ۳ باب کی ۱۰ آیت مین یون فرماتے ہین کہ خداوند کا دن جس طرح رات کو چور آتا ہے آویگا اور اس مین آسمان سنسناہٹ کے ساتھ جاتے رہینگے اور اجرام فلک جلکر گداز ہوجاوینگے اور زمین اور کاریگریون سمیت جو اس مین ہین بھسم ہوگی پھر آیت ۱۲ مین فرماتے ہین کہ تم اسدن کے آنے کے منتظر رہو جسمین آسمان جلکر گداز ہوجاوینگے اور اجرام فلک جلکر پگھل جاوینگے پر ہم نئے آسمان اور زمین کی جسمین راستبازی بستی ہے اس کے وعدہ کے موافق انتظاری کرتے ہین۔ انتہی۔ دیکھئے قرآن شریف اور صحیفہ یسعیا اور اقوال حواریین سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ زمین اور آسمان مع اپنے آبادی کے فنا ہونے والے ہین اور کوئی شئی جسم دار ایسی نہین جسکو فنا نہ ہو اور یا یون کہو کہ جو شی پیدا ہوی سو نا پید ہوگی اور یہ

ہین وہ آسمان پہر نیا پیدا ہوگا اور یہ امر انجیل سے
اظہر من الشمس ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام جسم عنصری
رکھتے تھے اور تمام لوازمات بشری مین مبتلا تھے
اور اسی جسم کثیف عنصری سے آپ نے صلیب پائی
اور جان بحق ہوکر اس سرائے فانی سے کوچ کیا۔
اور یوسف ارمتیا وغیرہ نے موافق دستور یہود کے
سے آپ کی تجہیز و تکفین کی اور پہر تیسرے روز اسی
جسم کثیف عنصری سے زندہ ہوے اور بعد زندہ
ہونے کے بہت روز زمین پر رہے اور شاگردون
کو تعلیم دیتے اور معجزات دکھاتے رہے
پہر مدت دراز کے بعد اسی جسم عنصری کے ساتھ
آسمان پر تشریف فرما ہوے اب ہم چند مقامات
اناجیل اربعہ سے نقل کرتے ہین جن سے بخوبی معلوم
ہوجاویگا کہ بیشک بعد زندہ ہونے کے آنجناب کا
جسم کثیف اور عنصری ہی تہا چنانچہ انجیل متی ۲۸
۹ مین لکہا ہے کہ مریم مگدلنی اور دوسری
مریم نے حضرت عیسی علیہ السلام کے قدم مبارک
پکڑ کے آپ کو سجدہ کیا دیکھئے قدمون کا پکڑنا
صریح جسم کثیف پر دلالت کرتا ہے کیونکہ پکڑنا شی
موجود اور محسوس کے سوا غیر ممکن ہے پہر انجیل
لوقا باب ۲۴ - ۳۹ سے بیالیس تک لکہا ہے کہ
وے ئے باتین کر رہے تہے کہ یسوع آپ ان کے
بیچ کہڑا ہوا اور ان سے کہا تمہین سلام پر انہون نے
گہبرا کے اور ڈر کے خیال کیا کہ کسی روح کو دیکہتے
ہین مگر اس نے ان سے کہا کہ تم کیون گہبراہٹ مین ہو

اور کیون تمہارے دلون مین اندیشے پیدا ہوتے
ہین میرے ہاتہ پاؤن کو دیکہو کہ مین ہی ہون اور
مجہے چہوا اور دیکہو کیونکہ روح کو جسم اور ہڈی
نہین جیسا مجہ مین دیکہتے ہو اور یہ کہہ کے انہین
اپنے ہاتہ اور پانون دکہلائے اور جب وے مارے
خوشی کے اعتبار نہ کرتے تہے اور متعجب تہے اس
اس سے کہا کیا یہان تمہارے پاس کچہ کہانیکو ہے تب انہون
نے بہونی مچہلی کا ایک ٹکڑا اور شہد کا ایک چھتا
اسکو دیا اس نے لیکے ان کے سامنے کہایا انتہی۔
دیکہئے آیات مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ اول
حواریین نے حضرت عیسی علیہ السلام کو دیکہا اور اپنی
غلط فہمی سے آپ کو کوئی روح تصور کیا اس باطل
خیال کے رفع کرنے کے خاطر حضرت عیسی علیہ السلام
نے حواریون کو صاف صاف نشان اپنی بشریت کے
اور جسم کثیف ہونے کے ارشاد فرمائے اول تو یہ
فرمایا کہ میرے ہاتہ پاؤن کو دیکہو اور مجہے چہوؤ
کیونکہ تم نے جو غلطی سے مجہ کو صرف ایک روح تصور
کیا ہے یہ تمہاری غلطی ہے کیونکہ روح کو ہڈی اور
گوشت نہین ہوتا جیسا مجہ مین دیکہتے ہو پہر حضرت
عیسے علیہ السلام نے اسی موٹی عقل والون کا شبہ
رفع کرنے کے لئے صاف صاف اپنی بشریت ظاہر
کرنے کو فرمایا کہ تمہارے پاس کہانے والی کوئی
چیز موجود ہے انہون نے کہا کہ ہان بہونی مچہلی اور
شہد کا چھتا موجود ہے وہ خورونی چیزین لیکر حضرت
عیسے علیہ السلام نے حواریون کے روبرو کہائین تاکہ وہ شبہ

جو حواریون کو ایک روح مجرد ہونے کا تہا رفع ہو جاوے
دیکھئے اس سے بڑہکر اور کیا دلیل درکار ہے جو
حضرت عیسی علیہ السلام کے جسم عنصری اور کثیف ہونے
پر بیان کیجاوے - پہر انجیل لوقا ۲۴ - ۳۶ مین لکہا
ہے کہ یسوع آیا اور بیچ مین کہڑا ہوا اور انہین کہا
تم پر سلام اور یون کہہ کے اپنے ہاتہ اور پسلی کو
انہین دکہلایا پہر انجیل یوحنا باب ایضاً آیت ۲۷
مین لکہا ہے کہ پہر اس نے تہوما کو کہا کہ اپنی انگلی
پاس لا اور میرے ہاتون کو دیکہہ اور اپنا ہاتہہ
میرے پاس لا اور اسے میری پسلی پر رکہہ اور بے
ایمان مت ہو بلکہ ایمان لا انتہیٰ - دیکہئے ان آیات
متذکرہ صدر سے بہی بخوبی معلوم ہو گیا کہ حضرت عیسی
علیہ السلام کا جسم عنصری اور کثیف ہی تہا کیونکہ
زخمون مین انگلی ڈالنی اور پسلی پر ہاتہ رکہنا
آپ کے جسم کثیف ہونے پر کامل دلیل ہے جس سے کوئی
عیسائی انکار نہین کر سکتا علاوہ ازین اور بہی
بہت آیات ہین جن سے دیکہنا بعد موت کے حضرت
عیسے علیہ السلام کا ثابت ہوتا ہے مگر سب کا بیان
کرنا موجب طوالت ہے اس لئے صرف اس کے نشان
سے اطلاع دیجاتی ہے دیکہو متی ۲۸ - ۱۷ مرقس
۱۶ - ۹ و ۱۲ و ۱۴ لوقا ۲۴ - ۲۸ و ۳۴ یوحنا ۲۰
۱۴ و ۱۸ - الغرض جب بہت مقامات انجیل سے ثابت
کیا گیا کہ حضرت عیسی علیہ السلام بعد موت صلیب
کے جو خدا نے زندہ کئے تو اسی جسم عنصری اور کثیف
ہی سے زندہ کئے تو اب مین جملہ عیسائیون کی خدمت
مین التماس کرتا ہون کہ بموجب کتب آسمانی و نیز بقول
پطرس حواری کے جب یہ زمین مع اپنی آبادی کے
فنا ہو جاویگی اور آسمان کاغذ کے تاؤ کے مانند
لپیٹا جائیگا تو اس وقت حضرت عیسی علیہ السلام کا
جسم عنصری جسکا قیام بالفعل آسمان پر ہے کہان
قیام پذیر ہوگا کیونکہ یہ امر غیر ممکن ہے کہ ایک جسم
محدود و کثیف بدون مشی محدود و جسم دار کے
قایم رہ سکے پس لامحال وہ جسم عنصری حضرت عیسی
علیہ السلام کا بعد فنا زمین و آسمان کے نیست
کیا جاوے پس جب حضرت عیسی علیہ السلام کا جسم عنصری
نیست کیا جاویگا تو دو موتین آپ سے نصیب ہوئین
ایک موت ۱۸۵۱ برس پہلے ہو چکی اور دوسری
موت پہر قیامت کے ظاہر ہونے سے ہوگی واہ
سبحان اللہ بنی آدم کو ایک ہی بار موت ہو خدا کے
بیٹے کو دو موتین ہون خدا کے بیٹے سے تو بنی آدم
ہی اچہے رہے جو صرف ایک ہی بار موت کا لقمہ
ہوے خدا کے بیٹے کو بار بار مرنا پڑا - اگر عیسائی
صاحب فرماتین کہ مسیح علیہ السلام روحانی طور پر
زندہ ہوے تہے اور روحانی زندگی کے واسطے
دوبارہ موت نہین تو اس کے جواب مین کہا جاتا
ہے کہ روحانی زندگی عام ہے اس مین حضرت
مسیح علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے کیونکہ روحانی
طور پر تو حضرت موسی و الیاس کا بہی زندہ ہونا
انجیل سے ہی ثابت ہے دیکہو انجیل متی ۱۷ - ۳
علاوہ ازین اگر حضرت عیسی علیہ السلام کی روحانی

زندگی بھی مانی جاوے تو یہ تمام آیات نہ کورہ بالا جن مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم عنصری اور کثیف سے ساتھ زندہ ہونا ثابت ہو چکا ہے جھوٹ اور لغو ماننی پڑیگی۔ اور اگر عیسائی از راہ ہٹ دھرمی یہ نہ کہے جائین کہ حضرت مسیح روحانی ہی طور پر زندہ ہوئے ہین تو چند امور مندرجۂ ذیل کا جواب دینا ان کو لازم ہے۔

امر اول مدعی روحانی زندگی سے یہ امر ثابت کرین کہ پہلا جسم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جو قبر مین مدفون کیا گیا تھا وہ کہان گیا۔

امر دویم روحانی زندگی کے دعویدار اس امر کا جواب دین جو چارون انجیل نویس لکھہ رہے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لاش قبر مین نہین رہی آیا بقول یہود چرائی گئی جیسا کہ آجتک مشہور ہے کیونکہ لاش سے مفقود ہو جانے سے چرائے جانے کا شبہ قایم ہو سکتا ہے۔

امر سویم یا روحانی زندگی کے مدعی یہ امر مان لین کہ پہلا جسم عنصری آپ کا عام لوگون کی طرح سڑ گل گیا جب ان تینون امر مذکورۂ بالا کے جواب سے روحانی زندگی کے مدعی لاچار ہون تو ان کو لازم ہے کہ پہر اس امر کا اقرار کرین کہ بیشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسی جسم عنصری اور کثیف ہی سے ساتھ زندہ کیا اور اسی جسم عنصری سے واسطے ہم دوبارہ دنیا مین آنے کے ثابت کر چکے ہین جس سے دوبارہ مرنا ابن اللہ کا ثابت ہو گیا فقط۔

بقیہ جواب نور افشان نمبر ۸ جلد ۱۲ مطبوعہ ۱۸ ستمبر ۱۸۸۵ء

(۳) صافین است قدم بقدم اپنی نبی کی پیرو ہوتے ہین پس وہ بھی جب آپ کو دیکھتے کہ دعا و مغفرت خدا سے نہین طلب کرتے تو وہ بھی کچھ نہ مانگتے اور یہ امر خالی از فساد ہو تا لہذا آنحضرت کو طلب مغفرش کا حکم ہوا احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ آپ اسی وجہ سے شب و روز مین کئی بار استغفار کیا کرتے تھے۔

(۴) معاذ اللہ اگر کوئی گناہ اس وقت یا اس سے پہلے یا آخر مین آنحضرت سے سرزد ہوتا تو مورخین و مفسرین جو بڑے محقق اور دور اندیش تھے جن کی تفصیل بیان از خالی طوالت نہین کیون اپنی تصانیف مین اور رجا رجا سیل صاحب اپنی تفسیر قرآن مین ان کی بے گناہی سے قایل ہوئے۔

(۵) اگر ایسے خیالات فاسدہ بمنزلہ اصلی واقعات سے ہو کر کوئی مقدس و معصوم معاذ اللہ ملزم ہو جاوے تو بائبل سے اصلی واقعات جو شان خدا اور اسکی برگزیدون خصوص مسیح سے خلاف ہین ان مین تو بدرجۂ اولیٰ خدا و مسیح معاذ اللہ ملزم ٹھہرتے ہین جس سے مدرس صاحب کا مذہب بے بنیاد و بیخ و بن سے اکھڑ جاتا ہے۔ ہم اس کے باعث اختصار دو تین ہی مثال عرض کرتے ہین۔ (۱) پیدایش ۳۲ باب ۲۴ - ۳۰ تک خدا کا یعقوب سے تمام رات کشتی لڑنا اور مغلوب ہونا اور صبح ہوتے یعقوب سے امان مانگنا اور یعقوب کا

کا اوس کو نہ چھوڑنا اور پکڑے رکھنا اور خدا کا اپنی
مغلوبیت اور یعقوب کی قوت کا اقرار کرنا اور یعقوب
کا خدا سے زبردستی برکت لینا اور اوسکا دینا بیان
ہے پس لازم آیا کہ خدا مجسم ہے یا تناسخ مین خوب
استعداد رکھتا ہے اور اپنی قدرت سے پیدا کئے
ہوؤن سے کم قوت ہے اور جو چاہتا ہے اس سے
جبر کرکے برکت لے لیتا ہے مدرس صاحب اس واقعہ
حقیقی کو اپنی اوس خیال باطل سے ملا دین۔ اور گریبان
مین موہنہ ڈالین۔

(۲) متی ۳ باب ۶ مرقس ۱ باب ۴۔ ۶ لوقا ۳ باب ۲
و ۳۔ یوحنا ۱ باب ۲۸ مین لکھا ہے کہ حضرت یوحنا
معافی گناہ کا گناہگارون کو بپتسمہ دیتے تھے اور متی
۳ باب ۱۶ مرقس ۱ باب ۹ لوقا ۱ باب ۲۰ و ۲۱ مین
مصرح ہے کہ مسیح نے بھی معافی گناہ کا یوحنا سے
بپتسمہ لیا اور ان کے مرید ہوئے اور دعاء مغفرت
جیسا کہ اصطباغ کا قاعدہ ہے مانگی۔ مدرس صاحب
عقل کو اتنا کہون کر صاف صاف بتا دین کہ مسیح نے
کیا کیا گناہ کئے تھے جسکی معافی کے لئے یوحنا سے
مرید ہوئے اور اصطباغ لیکر دعا مانگی۔ اب حکم
طلب آمرزش گو جو خدا نے آنحضرت کو دیا مسیح کے
اس توبہ نامہ ۱۔ مرید بننے اور دعا مانگنے سے
جانچ کرین اور عقل کے ناخن بنوا دین۔

(۳) متی ۱۲ باب ۳۲ جو کوئی ابن آدم کے حق مین
بُرا کہے اسے معاف ہو سکیگا۔ مدرس صاحب بیہودہ
خیال سے لازم آیا کہ مسیح کو معاذ اللہ برا کہا کرین یہ

بات اور اس آیت سے مدرس صاحب کی تائید
ہوتی ہے یعنے خدا کے برگزیدون کو جو برا کہتا ہے
وہ ضرور خدا عادل کے دربار سے حسب مسلمہ
عیسائیان سزا پائیگا اور مسیح فرماتے ہین کہ جو
برا کہے گا وہ معاف کیا جائیگا پس مدرس صاحب
فرماتے ہین کہ مسیح بُرے ہوں گے تب ہی تو سزا کا
وعدہ نہین کیونکہ بُرے کو بُرا کہنا کچھ گناہ نہین
اور ہمارے مذہب مین قرآن مین لا تسبوا الذین
حکم سے بُرے کو بُرا کہنا ہی درست نہین۔

تیسری غلطی فہم مدرس صاحب کی یہ ہے کہ ترجمہ
آیۂ شریفہ مصرح صدر اپنی عقل سے غلط کیا ہے اور
کسی تفسیر معتبر یا ضعیف کا حوالہ اسی وجہ سے نہین دیا
لہذا ہم اپنی تفسیر حسینی چاپ نولکشور لکھنؤ مطبوعہ
۱۲۹۱ ہجری جلد دوم صفحہ ۲۷ سے بجنسہ نقل
کرتے ہین۔ ترجمہ صبر کن ای محمد بر آزار کفار
بدرستیکہ وعدۂ خدا تعالی بنصرت انبیاء علیہم السلام
و ہلاکت اعداء راست و درست است و خلاف
بدان راہ نیابد و استشہاد کن بحال موسی
و فرعون و طلب آمرزش نما برای تدارک آنچہ
واقع شدہ باشد از ترک اولی۔ و در وسیط
آوردہ کہ مقصود ازین امر آنست کہ تا حضرت
رسالت پناہ تعبد نماید خدائے را باستغفار
جہت مزید مدحت و تا مستحق شود بعد از دشمنان
را و حضرت رسالت پناہ ہفتاد بار یا بیشتر ہر روز
استغفار می فرمودند کہ انی لاستغفر اللہ فی

کل یوم سبعین مرۃ ۔ و در تبیان فرمودہ کہ معنی استغفار
کہ امر زش طلب کن برائے گناہ امت کہ بحضرت تو
امید وارند۔

نظم

گر لب بکشائی از نکوئی حرفی زبرائے ما بگوئی
یعنے کہ ببخشد الٰہی ما از حالت پر گناہی ما
نزدیک خدا کنی شفاعت ما را برہانی از ضلالت
و تسبیح گوئی پیوستہ بستایش پروردگار خود شبانگاہ
و بامداد یعنے بگو سبحان اللہ و بحمدہ ۔

ترجمہ آیت دوم او آوردہ اند کہ کفار در باب
نزول قرآن و بعث محاجہ می کردند کہ قرآن
سخن خدائے نیست و بعث محال است حق سبحانہ
تعالی این آیہ فرستاد ۔ کہ بدرستیکہ آنانکہ جدال
می کنند در ابطلان آیتہا ، خدائے تعالی و در رفع
آن کوشند بے حجتے کہ آمدہ باشد ایشانرا از
آسمان یا دلیلی کہ داشتہ باشند از او از عقلیہ نیست
در سینہا ، ایشان مگر سرکشی از سخن حق یا ارادت
سروری یا حکومت یا عظمتی موہوم کہ نیستند
ایشان ہرگز رسندہ بر آن پس پناہ گیر بخدا و
از شر ایشان بدرستیکہ او شنواست مر اقوال
ایشانرا دانا است با فعال ایشان انتہی ۔

قولہ اگر محمد صاحب گنہ گار نہ ہوتے تو معافی مانگنے
کا حکم نہ ہوتا اب محمد صاحب کا گنہ گار ہونا تو اس
آیت سے ثابت ہوا ۔

اقول ہم نے آیت ہی اور اوس کا ترجمہ ہی اور
اوسکا شان نزول ہی ناظرین سے روبرو نقل
کرکے رکھدیا ہے اب وہ مدرس صاحب کی جعل سازی
و مکاری کو ملاحظہ فرماوین کہ اس آیت مین کہان
ثابت ہے کہ آپ معاذ اللہ گنہ گار تھے ۔

قولہ جب وہ شخص جسپر محمدیون کی نجات کا مدار
تہا محتاج شفاعت ہے تو اب کون شخص ہے جسکی
ذریعہ سے نجات حاصل ہو ۔

اقول یہ مدرس صاحب کا دوسرا افترا ہے اس
آیت مین کس جگہ بیان ہے کہ آپ دوسرے کی شفاعت
کے محتاج ہین کیا خدا کی اوپر اور کوئی خدا ہے جس سے
خدا اون کی شفاعت کریگا اس مین تو صرف خدا
سے دعا مانگنا اور اوسکی تسبیح و تہلیل کرنا مذکور
ہے اور کچہ نہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرس
صاحب شفاعت کے معنی تک نہین جانتے ۔

قولہ پس کوئی نہین مگر خداوند یسوع مسیح جو پکار کر
کہتا ہے کہ ای تہکے ماندو میرے پاس آوین تم
کو نجات دونگا ۔

اقول بہلا اس آیت مین یہ بات کہان لکہی ہے
قرآن کی آیت مین انجیل مصنوعی کا دیکہو سلاپیش
کرنا آپ کی محض روباہ بازی ہے ذرا غور تو کرو
کہ اس آیت قرآن مین تو آنحضرت کو امت کے لئے
دعاء مغفرت طلب کرنا یا ہدایت امت کے لئے طلب
آمرزش کا حکم دینا مذکور ہے جس سے آپ کی اولوالعزمی
و شفاعت گنہ گاران مترشح و مصرح ہے اور مسیح نے
جو یوحنا کی نامہ پر توبہ کی اور معافی گنہ کی دعا
مانگی تو کیسے کچہ گنہ گار پائے جاتے ہین اور یوحنا

کی شفاعت کی خود محتاج ہین وہ مدرس صاحب کی یا
ان کی ہم مشربون کی کیونکر شفاعت کرین گے۔
اور خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ جس طرح سے
مسیح نے بتوسل یوحنا اپنی گناہون سے توبہ کی اور
اپنی نجات کا باعث و شفیع یوحنا کو سمجھا اس طرح
سے آنحضرتؐ کا دوسرے نبیؑ کو شفیع سمجھنا اور اس
کی ہاتہ پر توبہ کرنا ثابت کرو۔

قولہ اور قرآن بہی اوسکی معصومیت کا قائل ہے
بندہ منصور۔

اقول اس مین مسیح کی کیا خصوصیت ہے قرآن تو
سب انبیا کو معصوم کہتا ہے یہ تو بائبل کا خاصہ ہے
کہ نبی تو نبی ہی ہے خاص اوس قادر مطلق پر خود
گیری کرتی ہے اور عیسائی بہی ایسا ہی اعتقاد
کرتے ہین بائبل مین نہ عیسی گناہ سے معصوم ہین
نہ خدا اس سے بری ہے فقط۔

راقم وہی غریب نانگل ضلع بجنور کا۔

جواب نور افشان نمبر ۳۹ جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۶ مطبوعہ ۲۵ ستمبر ۱۸۸۴ء۔

قولہ ہم مسیح کی مردون مین سے جی اوٹہنے کا بیان
پہلے کر چکے ہین اور یہ بہی دکہایا گیا ہے کہ اوس
بدن مین کیا خصوصیت تہی جس کے ساتہ وہ مردون
مین سے جی اوٹہا۔

اقول ہم مسیح کے مردون مین سے جی اوٹہنے کا
جواب منشور محمدی نمبر ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ جلد ۱۳
مین دے چکے ہین اور اس بدن کی خصوصیت کا بیان
بہی اونہین نمبرون مذکورہ اور نیز نمبر ۳۴ جلد مزبور
منشور محمدی مین کر چکے ہین دیکہو تاکہ پردہ
غفلت آنکہون سے دور ہو جاوے یا اوس کا جواب دے
قولہ اب مین اس سے صعود کا بیان کرون گا۔

اقول اب مین بفضلہ پادریصاحب کو اسکا بہی
دندان شکن جواب دیتا ہون اگر پادری صاحب
سچے ہین تو ہم کو جواب دین سچی نہین تو خاموش
ہو کر گہر مین مبہہ رہین گے یا توبہ کرین گے۔

قولہ مسیح مردون مین سے جی اوٹہ کر چالیس روز
اس دنیا مین رہا بعد اس سے فلک پر عروج کیا
اس عجیب ماجرا کا بیان انجیل سے تین مقام مین مذکور
ہوا ہے الیٰ آخرہ تم نے اس کو آسمان پر جاتے
دیکہا پہر آویگا۔

اقول مسیحؑ کا مردون مین سے جی اوٹہ کر چالیس
روز زندگی دنیا مین رہنے کا بیان آپ نے تین مقام
کے حوالہ سے کیا۔ اول مرقس ۱۶ باب ۱۹ و دم
لوقا ۲۴ باب ۵۰ و ۵۱ سوم اعمال ۱ باب ۹-۱۱
کی سند پیش کی۔ اول یہ سند بچند وجوہ باطل
ہین اس طرح سے (۱) مرقس و لوقا مسیح سے روبرو
ایمان نہین لائے تہے نہ اونہون نے بچشم دید مسیح
کا کوئی واقعہ خصوصاً آسمان پر صعود کر جانا دیکہا
تہا اس لئے اُن کی لکہنی کیا سند ہے۔

(۲) مرقس کی ۱۶ باب اور لوقا کی ۲۴ باب پر
جن مین یہ قصہ مذکور ہے اور جسپر پادریصاحب نے
استدلال کرتے ہین اکثر علماء نامی و گرامی عیسوی

اپنے شبہ بیان کیا ہے دیکھو متی ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

لوقہر صاحب

(۴) کتاب اعمال سے اکثر فرنگون عیسائی نے مثل ولن ٹی لی اس مارسیونی سویرنی اس وغیرہ کی قطعی انکار کیا ہے۔

(۳) لوقہر صاحب پیشوا پادریصاحب کی نزدیک سوائے انجیل لوقا کے متی مرقس لوقا کی انجیل مشکوک ہیز دیکھو والسہگنام یعنے کتاب تدارک فی الدین مصنفہ لوقہر صاحب

(۴) کتاب اعمال سے اکثر فرنگون عیسائی نے مثل ولن ٹی لی اس مارسیونی سویرنی اس وغیرہ کی قطعی انکار کیا ہے۔

(۵) مرقس رسول نہین اور نہ اوس نے مسیح سے کوئی کلام سنا بلکہ اسکندریہ مین اوس نے دوسرون سے انجیل سنی اور روم مین جاکر اپنی انجیل کو بظن غالب سن ۶۳ مین لکھا دیکھو تفسیر اسکاٹ و ہارن۔

(۶) لوقا بھی مسموعی روایتاً لکھتا ہے اور کسی راوی کا نام نہین لیتا دیکھو لوقا ۱ باب ۱-۲

(۷) لوقا اور پولوس الہام سے نہین لکھتے دیکھو وائسن صاحب کی ۴ جلد رسالہ الہام اور ۲ قرنتیون ۱۱ باب ۱۷ اور مرقس بھی جب روایتاً لکھتا ہے تو الہام نہین کہہ سکتے۔

(۸) یہ تینون حضرات اکثر غلط تحریر کرتے ہین۔ پہلا کرنتھی ۱۵ باب ۵ مین لکھا ہے کہ وہ بارہون کو دکھائی دیا حالانکہ یہ صریح غلط ہے کیونکہ بارہون جو یہوداہ اسکریوطی تھا پھانسی پاکر مرچکا تھا۔ اور اتنک اوسکی جگہ دوسرا قایم نہ ہوا تھا۔ اعمال ۱ باب ۱۴ مین حضرت یعقوب کی گھرانے کی جو مصر مین داخل ہوے ۷۵ جانین کہی ہین مگر یہ غلط ہے کیونکہ پیدایش ۴۶ باب ۲۶ و ۲۷ استثنا ۱۰ باب ۲۲ مین ستر جانین کہی ہین۔

مرقس ۲ باب ۲۶ مین سردار کاہن کا نام ابیاتر لکھا ہے حالانکہ اسکا نام اخی ملک ہے دیکھو پہلا صموئیل ۲۱ باب ۱۔

۲ تمطاؤس ۳ باب ۸ مین پولوس نے لکھا ہے کہ جنیس اور یمبریس نے موسی کا سامنا کیا حالانکہ ان دونون کے نام کا عہد عتیق مین کہین نشان نہین بطور نمونہ کے یہ چار غلطی کافی ہین۔

دوسری حکماء فرنگ و اکثر علماء عیسوے کے نزدیک آسمان کوئی چیز نہین دیکھو تنج و سپیریو جو آپ کی مشن مین ہے ۱۸۷۵ء مین طبع ہوی ہے صفحہ ۲۴۴ پر صاف لکھا ہے کہ آسمان کوئی شی نہین فقط انتہائے نظر ہے اور کچھ بھی اسکا وجود نہین اسبات کی تصدیق مین مصنف رسالہ مذکورہ نے چند دلایل بھی بیان کئے ہین جن کا یہان مذکور ہونا موجب طوالت ہے تو بس مرقس لوقا پولوس نے کیسے لکھدیا کہ وہ آسمان پر اوٹھایا گیا پس باین وجہ یہ حضرات جو کچھ لکھتے ہین غلط لکھتے ہین۔

تیسری رومیون ۳ باب ۱۰ مین لکھا ہے کوئی راستباز نہین ایک بھی نہین پس بدین لحاظ ممکن ہے کہ مرقس لوقا پولوس نے جھوٹ بولا ہو اور غیر راستبازی سے لکھا ہو کیونکہ بحکم رومیون ۳ باب ۱۰ کی یہ تینون بھی راستباز نہین۔

چوتھی دوسری قرنتیون ۱۱ باب ۱۴ اگلتیون ۱ باب
۸ مین لکھا ہے کہ شیطان بھی آپ کو نوری فرشتہ سے
بدل ڈالتا ہے پس کیا عجب ہے کہ از راہ فریب شیطان
آپ کو نوری فرشتہ بناکر لباس مسیح مین کسیکو نظر
آگیا ہو اور شیطان کا یہی کام ہے کہ راہ حق سے
ورغلاتا رہتا ہے دیکھو یہوداہ اسقریوطی کو
کیسا بہکایا پطرس کو کیا فریب دیا پس ان چارون
وجوہات سے ان تینون مقام کا بیان صحیح نہین ہے
اور نہ مسیح کا صعود کر جانا۔

قولہ ان بیانات کو جمیع کرنے سے مندرجہ ذیل
باتین نکلتے ہین۔ (۱) مسیح کا عروج اسی حالت مین
ہوا جس حال مین وہ شاگردون کے سامنے کہڑا
تہا یعنے خدا انسان خدا کا بیٹا جو انسان کی ذات
مین آیا ہوا تہا اور جس مین حقیقی جسم اور عقلی روح
موجود تہی آسمان پر اوٹہایا گیا۔

اقول خود غلط املا غلط انشا غلط۔ اس قول سے
اور ہی زیادہ مسیح کا صعود بچند وجوہ غیر ممکن ہے۔
(۱) خدا غیر متغیر ہے اور وہ جسم انسانی وحیوانی مین
حلول نہین کر سکتا اگر ایسا ہو تو اسکی ذات پاک پر
جو تغیر و تبدل سے بری ہے تغیر لازم آوے اور
تناسخ اوسپر واجب ہو جاوے اور مسئلہ تناسخ
صحیح ہو جاوے اور یہ سب عقلا کے نزدیک نقلاً
و عقلاً باطل ہے کیون پادری صاحب ہنود بہی تو
یہی کہتے ہین کہ خدا نے کبہی جسم انسان اور کبہی
حیوان مین اوتار لیا یہان تک کہ اوس ذات

مقدس کو جسم بارہ مین اوتار لیا بتاتے ہین۔
تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا پس عیسائی و
ہنود مین کچہ فرق نہین جس اصول پر ہنود قائم
ہین اوسی اصول پر ہمارے بہائی پادریصاحب
برقرار رہین مگر بائبل اسکو رد کرتی ہے۔

(۲) اناجیل مین مصرح ہے کہ مسیح جب تک دنیا مین
رہے کہاتے پیتے رہے اور کبہی کسی بات سے بے
خبر اور کبہی کسی بات سے واقف و عالم۔ اور اکل و
شرب کی لوازمات سے بول و براز و دیگر حوائج
جسمانی ہین اور پادری صاحب مسیح کو خود خدا
یا مسیحی جسم مین حلول کیا بتاتے ہین پس یہ امر غور
طلب ہے کہ خدا بہی اکل و شرب و بول و براز اور
حوائج جسمانی کا محتاج ہے اور کسی وقت مین جاہل
اور کبہی عالم ہو جاتا ہے۔

(۳) جس جسم سے سانہ مسیح آسمان پر اٹہایا گیا
وہ اکل و شرب کا بہی محتاج تہا چنانچہ لکہا ہے
کہ اوسنے شہد کا چہتہ اور مچہلی کا ٹکڑا وغیرہ کہایا
تو آسمان پر بہی کہاتا اور بول و براز کرتا ہوگا
اور یہ سراسر باطل ہے کہ آسمان پر نہ کہاتے ہین
نہ پیتے ہین نہ بول و براز کرتے ہین بلکہ خدا کے
فرشتون کے مانند رہتے ہین۔

(۴) اوس حقیقی جسم مین عقلی روح نہ تہی اور اسکی
انجیل مین بہت مثالین ہین بوجہ اختصار ایک ہی
پر اکتفا کی جاتی ہے۔ مسیح نے دور سے درخت انجیر
دیکہہ کر بیاحث گرسنگی خیال کیا کہ اسپر انجیر ہین

لہذا اوذکر کرآئے چونکہ وہ موسم انجیر کی بار آوری
کا نہ تھا اس لئے وہان سوائے پتون کے کچھ نہ دیکھا
تب آپ نے خفا ہوکر بہ دعا کی اور وہ درخت سوکھ
گیا پس اگر عقلی روح اس حقیقی جسم مین ہوتی تو
کیا موسم و غیر موسم کے تمیز نہ کرتے لہذا جب اوسی
حقیقی جسم سے ساتھ صعود ہوا تو عقلی روح کہان
تھی اس لئے نظر بدین وجوہات پادری صاحب
کی پہلی بات خاک مین مل گئی۔

قولہ یہ صعود شاگردون کے سامنے ہوا اونہون
نے سارا ماجرا بچشم خود دیکھا اون کی نظرون مین
مسیح زمین پر سے اوٹھایا گیا اور وے اوس کو
دیکھتے رہے تا وقتیکہ بدلی نے اسکی جسم کو انکی نظرون
سے چھپا لیا۔

اقول یہ بھی کئی وجہون سے باطل ہے۔

(۱) پولوس و لوقا مرقس تینون مسیح کے شاگرد
نہین بلکہ مسیح سے روبرو ایمان بھی نہین لائے تھے
(۲) متی و یوحنا حواری و رسول مسیحؑ اسبات کا
کوئی تذکرہ تہورًا یا بہت اپنی اپنی انجیلون مین
نہین لکھتے اگر یہ بات سچ ہوتی تو ضرور ایسے بڑی
معاملہ اور معجزہ کو درج انجیل کرنے سے باز نرہتے
(۳) مرقس و لوقا مصنف اعمال کو یہ بھی غالبًا
لوقا ہی ہے یہ معاملہ بچشم دید نہین لکھتے ہین بلکہ
روایتًا لکھتے ہین کیونکہ اوسوقت یہ موجود نہ تھے

اور وہ اپنی اپنی تصانیف مین روایتًا لکھنے کا خود
اقرار کرتے ہین۔
(۴) کوئی سنوپتی اس روایت کی بھی بیان نہین کرتے
متی و یوحنا تو حواری ہو ہی نہین سکتے کیونکہ ان
کی انجیل مین یہ روایت نہین غالبا حواریون سے علحدہ
کوئی غیر شخص ہوگا پس بدین وجوہات یہ قصہ بارون
کا گھڑا ہوا ہے۔

قولہ (۳) اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسیح کا
صعود مجازی نہین تھا بلکہ حقیقی تھا یعنے اوس کے
وسیلہ سے ہمارا خداوند ایک مقام کو چھوڑ کر دوسرے
مقام مین داخل ہوا یعنے دنیا کو چھوڑ کر آسمان
پر چڑھ گیا آسمان ایک جگہ کا نام ہے پر موجودات
کے کس حصہ مین یہ جگہ ہے مین نہین بتا سکتا انجیل
مین اوس کا بیان نہین ہوا انجیل کے بیان سے فقط
اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک جگہ محدود ہے
جس مین خدا کا خاص طور پر ظہور ہے جہان اوس کے
فرشتہ اور پاک لوگون کی روحین رہا کرتے ہین

اقول یہ بھی کئی وجوہات سے باطل ہے۔

(۱) یوحنا ۵ باب ۱۹ و ۳۰ - ۶ باب ۳۸ - ۸ باب
۲۸ - ۱۲ باب ۴۹ و ۵۰ - اور نیز اکثر مقامات اناجیل
سے ثابت ہے کہ مسیح کو خود کسی قسم کا اختیار حاصل نہ
تھا اور متی ۲۶ باب ۳۹ - ۴۵ مین مسیح کا تین بار
نہایت عجز و انکسار سے رو رو کر دعا مانگنا اور نہ قبول
ہونا عمدہ دلیل اسبات کی ہے اور مرقس و لوقا و
اعمال اور خود پادریصاحب مسیح کے صعود کو لکھتے

شہ معاذ اللہ روح عقل سے خالی ہے کہ مسیح کی دعا سے درخت
کو سکھا دیا حالانکہ موسم غیر موسم اوسی نے بنائی ہین ۱۲۔

ہین کہ خود چیز بگیا چنانچہ ناظرین مرقس ولوقا واعمال
واخبار نور افشان پر یہ بات مخفی نہ ہوگی پس بمقابلہ
کلام حواری یہ بات صحیح نہ ہوگی مسیح کہ آسمان پر
چڑہنے کا اختیار کوئی نہ تہا اگر تہا تو ثابت کرین۔
(۲) یوحنا ہ باب ۱۹ مین مسیح یون فرماتے ہین
کہ جو کچہ مین خدا کو کرتے دیکہتا ہون وہی مین
کرتا ہون اور کبہی اس سے خلاف نہین کرتا۔ لہذا
پادریصاحب کے قول سے لازم آیا کہ مسیح سے پہلے
خدا نے معاذ اللہ بدستور مسیح مسونہ پر تہکوایا
اور کوڑے کہائی اور بیگنی پوشاک پہنی اور
کانٹون کا تاج سر پر سجکر ہاتہ مین ایک سرکنڈہ
لیا ہوگا اور پہانسی پائی ہوگی اور مرگیا ہوگا
اور تین دن قبر مین سوکر مردون سے جی اٹہا ہوگا
اور ۴۰ دن یہودیون سے روپوش دنیا مین رہکر
شہد کا چہتہ کہاکر آسمان پر چڑہ گیا ہوگا پس
جب تقلید باپ کی مسیح نے بہی یہ سب باتین بگڑکر
صعود کیا ہوگا۔
(۳) آسمان کو آپ محدود اور موجودات سے بتاتے
ہین اور محدود ضرور مجسم ہوتا ہے علی ہذا موجود
اور صاحب تیغ وسپر عیسوی آسمان کو نہ محدود
کہتا ہے نہ موجودات بلکہ وہ اپنی دال علیحدہ
ہی بگہارتا ہے پس تاوقتیکہ اس کا تصفیہ نہوے
صعود مسیح ثابت نہوگا۔
(۴) آسمان کس جگہ ہے اس کے بتلانے سے آپ انکہہ
چراتے ہین اور جاہل بنتے ہین لو بس بعد صعود کے

(۱) اس پول کا نام ہے جس مین پرندے اور
اور بادل گرجتے اور بجلی چمکتے ہین اور جہان سے
پانی اترتا ہے۔

اقول ان چاردن معنون سے مسیح کا صعود باطل
ہے اور ہم ایک ایک معنے پر چار چار وجوہات
قایم کرتے ہین اگرچہ پادری صاحب کی ایک
ایک وجوہات پر چار چار سے زیادہ اعتراض قایم ہوتے
ہین لیکن چونکہ پادریصاحب نے اپنی ایک ایک لایعنی
بات پر چار چار ہی وجوہات کا سلسلہ باندہا ہے
اس لئے ہم نے انکی ایک ایک وجوہات پر چار چار استدلالات
درج کئے ہین اب لیجئے صاحب آسمان کے پہلے معنے جو پادری
صاحب نے اوپر بیان کئے اس سے چار ہی وجہ سے صعود مسیح
صحیح نہین۔ (۱) سب خاص وعام دانا ونادان پرندون
کو اوڑتے دیکہتے ہین کوئی ایک گز کوئی نصف میل
کوئی ایک میل کوئی دو میل کوئی اس سے زیادہ یا
کم اوڑکر پہر زمین ہی کی مرکز پر قرار لیتا ہے
اور مابین زمین وآسمان کے کوئی اوسکی جای قرار
نہین ہوتی اور مسیح کو لکہا ہے کہ وہ نظرون سے
غائب ہوگئے اور آسمان پر جناب عالی کے

تہ پر جا بیٹہنا انکی کون سی آنکہہ نے دیکہا اور
کہان دیکہا۔ قولہ آسمان کا لفظ بائبل مین چار معنون مین مستعمل ہوا ہے
دانے ماتہ جا بیٹہے سبحان اللہ جب بائبل کی معنون
مین آسمان جاے پرواز پرندگان ہے، تو مسیح کا نظرون
سے غائب ہونا اور آسمان پر جناب عالی کی ذات
بیٹہنا کیسا۔ باقی آیندہ۔

مطبع بحر الاسلام بنگلور مین محمد شریف کے اہتمام سے چہپا۔